ناصر علی

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ڈاکٹر میمونہ سبحانی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

ولی (دکنی) کی شاعری میں مابعد الطبیعاتی عناصر

Nasir Ali
PhD Scholar, Department of Urdu, Government College University Faisalaba
Dr. Mamuna Subhani
Assistant Professor, Department of Urdu, Government College University Faisalabad.

Metaphysical Elements in Wali Deccani's Poetry

Wali Deccani is one of the earliest established poets of Urdu. He has the status of a teacher in Urdu poetry. Secondly, he also introduces new trends in Urdu poetry by using his artistic abilities. His contribution to creating elegance and sweetness in Urdu poetry had an important position in history. When we study the period of Wali, we found that the ideology of Wahdat-ul-Wujud was in vogue in India at that time. It was this ideology that served the people from their metaphysical thinking. The important thing we see in Wali's method is his journey from metaphor to reality. In his ghazals, he seems to be an aesthetic or idolater. But in reality he is endeavoring and adoring the inner soul in this veil. This article will discuss about metaphysical components of his ghazals.

Keywords: *Urdu Literature, language, Poetry, Sufism, Metaphysics, Elements.*

ولیؔ دکنی (۱۶۶۷-۱۷۰۷) کا شمار اردو شاعری کے اوّلین شعراء میں ہوتا ہے۔ ولی دکنی انڈیا کے شہر احمد آباد، گجرات میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے شمال اور جنوب کی طرف بہت دور تک سفر کیا۔ انہوں نے ۱۷۰۷ میں وفات پائی، احمد آباد میں ۲۰۰۲ کے بدنام زمانہ فسادات کے دوران ان کی قبر پر توڑ پھوڑ کی گئی تھی۔[1] ولیؔ دکنی کو

اردو شاعری میں اُستاد کی حیثیت حاصل ہے۔مذکورہ حیثیت دو طرح سے ہم ولیؔ کے نام کرتے ہیں۔جن میں سے ایک اردو کے پہلے شعراء میں آپ کا نام آتا ہے،جبکہ دوسری حیثیت اردو شاعری کو نیا رجحان دینا تھا اور اس میں جو لطافت و شرینی پیدا کی وہ حصہ صرف ولیؔ ہی کا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں ولیؔ دکنی سے قبل دکن کے دبستان میں ہر قسم کی شاعری کی جارہی تھی۔یعنی ولیؔ سے پہلے دکن میں قادر الکلام شاعر موجود تھے۔لیکن مذکورہ شعراء کی محبوب صنف مثنوی تھی۔چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے مثنوی ہی میں عروج حاصل کیا اور نام کمایا۔لیکن مثنوی کے ساتھ ساتھ کچھ شعراء نے غزل بھی کہی۔مگر اصل اور مکمل طور پر جس صنف میں نام پیدا کیا وہ مثنوی ہی تھی۔ولیؔ نے اس صنف یعنی غزل کو نہ صرف پہلے اپنایا بلکہ اس صنف کو ایک نیا رُخ بھی ضرور دیا۔گویا ولیؔ ہی وہ شاعر تھے جنہوں نے باقاعدگی سے غزل کو اپنایا اور اس میں مختلف موضوعات کو پیش کیا اور ان مختلف موضوعات میں بڑی مہارت کے ساتھ صوفیانہ رنگ اور مابعد الطبیعیاتی سوچ کو مجاز کے آئینہ میں لوگوں کے سامنے رکھا۔وہ اپنی غزل میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کو کسی حدت الگ الگ پیش کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں۔لیکن ان کا یہ نقطہ نظر الفاظ کی بندش سے کہیں آگے ان الفاظ کے معنی میں غور کرنے سے ملتا ہے۔کیونکہ ولیؔ کی غزل میں الفاظ کی نسبت معنیٰ کو زیادہ فوقیت و اہمیت دی گئی ہے۔

ولیؔ کو اردو شاعری کا ایک بڑا شاعر مانا گیا ہے۔لہٰذا ایک بڑے شاعر کو صرف جمال پرست کہہ کر آگے گزر جانا کافی نہ ہوگا۔کیونکہ ولیؔ نے اپنی زندگی کا خاصہ حصہ گجرات میں بھی گزارا۔اس ماحول کا اثر ان کی شاعری میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔یہ حقیقت بھی تسلیم شدہ ہے کہ ولیؔ دکن کا شاعر ہے اور ولی کی شاعری میں فارسی اثرات بھی اپنے ہونے کا پتہ ضرور دیتے ہیں۔مندرجہ بالا اثرات کے علاوہ ولیؔ دکنی پر سب سے زیادہ اثر ہمیں ہندستانی آہنگ کا نظر آتا ہے۔کیونکہ ہندستانی مزاج صوفیانہ ہے۔یہاں کا ماحول متصوفانہ،اساطیری اور روحانیت مائل ہے۔گویا ولی کا جمال پرست ہونا یا نشاطیہ انداز الگ اور اکیلا نہیں ہو سکتا۔اس کے اندر مذکورہ اثرات اپنے اپنے ہونے کا پتہ پتہ ضرور دیتے ہیں اور ولیؔ اپنے ہر رنگ میں یکتا و نمایاں بن کر سامنے آتے ہیں۔ڈاکٹر عبادت بریلوی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ولیؔ کی اس جمال پرستی کی تان جنسی اور جسمانی تسکین ہی پر جا کر نہیں ٹوٹتی بلکہ اس کی نوعیت ذہنی اور روحانی ہو جاتی ہے۔" (۲)

ولیؔ کی حسن پرستی ہو یا حسن کا عشق یا اس کے علاوہ سراپا نگاری ہو،یہ ظاہری نہیں بلکہ مجاز سے حقیقت کی طرف ضرور سفر کرتا ہے۔ولیؔ ظاہری طور پر تو حُسن کے دلدادہ ہیں اور وہ حُسن جو فارسی کے اثرات سے قبول کیا اور

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

پھر اپنی غزل میں پیش کیا۔ لیکن ہندوستان کے صوفیانہ مزاج، تشبیہات و استعارات نے اس حسن کو مجاز سے حقیقت میں منتقل ضرور کیا ہے۔ ظاہراً تو ولیؔ کے ہاں محبوب کا حُسن ہے۔ لیکن محبوب مجازی یا حقیقی؟ یہ تخصیص بہر حال ان کے ہاں تشبیہات اور استعارات کے نظام کو سمجھنے کے بعد ہی معلوم پڑتی ہے۔ کیونکہ ولیؔ کی مابعد الطبیعیات محبوب ہی سے شروع ہو کر محبوب پر ختم ہو جاتی ہے اور سب کچھ اسی کے سراپا میں ہے۔ ان کا محبوب کوئی سامنے کی شے نہیں ہے۔ جیسے جسم کے ساتھ روح کارشتہ ہو۔ ولیؔ بھی اپنی غزل میں الفاظ اور معنی کو اسی طرح پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ حسن ہے جس کے جسم کی بات ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں اس کی روح مراد ہے۔ جو ولیؔ کی علامات اور گفتہ زبان کے علاوہ ہمیں ان کے الفاظ کے معنی میں بھی نظر آتا ہے۔

جب ہم ولیؔ کے دور کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں اس وقت نظریہ وحدت الوجود کا دور دورہ تھا۔ یہی وہ نظریہ تھا جس نے لوگوں کو ان کی مابعد الطبیعیاتی سوچ سے بہرہ ور کیا۔ یقیناً اس کے اثرات ولیؔ پر بھی ہوئے۔ شیخ نور الدین سہروردی ہوں یا شاہ سعد اللہ گلشن، بہر حال ولیؔ کے فکری، علمی اور ذہنی ماحول کو ضرور تبدیل کیا تھا۔ نور الحسن ہاشمی یوں رقم طراز ہیں:

> "تصوف اس زمانے کی فکری اور اخلاقی بلندی کا معیار تھا۔ وحدت الوجود کا عقیدہ جذب و سلوک اور معرفت کے لیے واحد بنیاد کی حیثیت رکھتا تھا۔ ولیؔ نے بھی اس مسلک کو نہ صرف اپنی زندگی میں برتا بلکہ اپنی شاعری میں بھی اس کا اس خوبی اسے اظہار کیا کہ ان سے پہلے کسی نے اس کو اس خوبی سے اردو میں نہیں برتا۔" (۳)

اردو غزل علامات اور تلمیحات کا ذخیرہ ہے۔ اس کے مطالعہ کے لیے ہمیں مذکورہ دونوں چیزوں کو پیشِ نظر رکھنا ہو گا۔ ولی کی غزل میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کا اثر ہمیں یہی علامات اور استعارات دیتے ہیں۔ کیونکہ ولی ظاہراً تو محبوب کے جسم اور عورت سے عشق کی بات کرتا ہے۔ جبکہ اصل اور حقیقی طور پر ولیؔ اس بت پرستی کے پردے میں حقیقتِ کُل کو دیکھ رہا ہے اور اس حسنِ مطلق کا نظارہ بھی کرتا ہے چنانچہ ان پر یہ اثر نظریہ وحدت الوجود ہی سے ممکن ہوا جو اس دور میں ہر جگہ چھایا ہوا تھا۔

ولی کے مابعد الطبیعیاتی نظام میں حقیقت کے ساتھ ساتھ مجاز کو بھی اتنا ہی دخل ہے۔ کیونکہ ولیؔ کے ہاں حقیقتِ اولیٰ مقامِ ماورائیت پر ہے اور فلسفہ وحدت الوجود ولیؔ کو مجاز میں لے جا کر بت پرستی کا شاعر بنا دیتا ہے۔ جس کو عام انسان سمجھ نہیں پاتا اور وہ ولیؔ کو ایک مجازی شاعر یا جسم و مادہ کا شاعر گردانتا ہے۔ ولیؔ کے چند اشعار دیکھیں۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

؎ جوہر آئینہ تجھ خط کی سُنا جب سوں خبر
موجِ گوہر کی نمن غرق ہوا پانی میں (۴)

؎ ولیؔ اس کی حقیقت کیونکہ بوجھوں
کہ جس کا بوجھنا حدِّ بشر نئیں (۵)

؎ حُسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد
طالبِ عشق ہوا صورتِ انسان میں آ (۶)

اگر انسان نے کسی کی پوجا و پرستش کرنی ہے تو اپنے ذہن میں ماورائیت کو ختم کرکے عالمِ نامحسوس سے عالمِ محسوس میں قدم رکھتا ہے۔ پھر نظر کے سامنے جو بھی ہو وہ اسے حقیقت ہی نظر آتی ہے۔ یعنی اپنے محبوب کا جلوہ، یا تو وہ حُسن ہے یا حُسن نما، پجاری کی یہ فکر و ذہنی سطح کس قدر حقیقت کے پاس ہوتی ہے۔ لیکن عام فرد کو بت پرستی ہی دکھائی دیتی ہے۔ ولیؔ اس بت پرستی کے پردے میں جو جمال پرست نظر آتے ہیں وہ یقینا مجاز نہیں بلکہ حقیقی ہیں۔ یعنی ولی نے حقیقت سے پہلے مجاز کو بھی اپنایا ہے اور ظاہراً اسی مجاز میں نظر آتے ہیں، لیکن باطن میں وہ حقیقی نقطہ نظر بھی اپنی غزل میں بیان کرجاتے ہیں۔

ولیؔ کی مابعد الطبیعیات کی اساس عشق و محبت ہے۔ روح کا وطن جبکہ لاہوت تصور کیا جاتا ہے تو روح کو اپنے وطن سے پیار اور عشق ہے۔ گویا وہ اسی کی طلب کرتی ہے۔ جبکہ جسم کیا مقام ناسوت بیان کیا جاتا ہے تو انسان کی ذات اسے اسی طرف مائل کرتی ہے۔ روح اور جسم کے تعلق میں اپنی اپنی محبت اور طلب ضرور سر اٹھاتی ہے۔ اسی سے انسان کے اندر عشق و محبت کی فضا جنم لیتی ہے اور اس کا جنم لینا ٹھہر جاتا ہے۔ گویا یہ انسان کی فطرت بن جاتی ہے۔ جو انسان کے لیے لازم و ملزوم ہوتی ہے۔ ولیؔ اپنی غزل میں اسی عشق کو پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سعد اللہ کلیم رقم طراز ہیں:

> ”اُردو غزل دراصل زمین کی تمام تر مہک اور ذائقوں کو اپنے اندر بسا کر حقیقت کی طرف اُٹھنے کا تخلیقی عمل ہے اور تقریباً یہی صورتِ حال ہم کو ولیؔ کے ہاں نظر آتی ہے۔ اس نے مجاز سے انکار کرنے کی جگہ اسے تسلیم کرتے ہوئے اس کی کثافتوں کو لطافتوں میں بدل دینے کی کوشش کی ہے۔“ (۷)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ولیؔ کی غزل میں حُسن اور عشق کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ ان کی شاعری اور ان کی سوچ کا محور ہی حُسن اور عشق ہے۔ وہ حُسن اور عشق ہی کو سب کچھ گردانتے ہیں اور اس بات کا اعتراف بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ حقیقت کو پانے کے لیے مجاز کے راستوں پر پہلے انسان کو چلنا پڑتا ہے۔ ولیؔ کا یہ اعتراف ہمیں ان کی مابعد الطبیعیاتی سوچ کے اور بھی قریب لے جاتا ہے۔ جتنا کہ ہم ان کی غزل کی گہرائی اور معنویت کو سمجھ سکیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی بھی ولیؔ کے متعلق اپنا اسی قسم کا خیال ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

> "کہیں کہیں تصوف کے اثر سے جہاں تک حُسن کا تعلق ہے وہ جُزو میں کُل کا جلوہ ضرور دیکھتے ہیں۔" (۸)

انسان اپنے خیالات میں حقیقت یا مجاز دونوں میں سے کسی ایک کو فطری طور پر ضرور جگہ دیتا ہے اور اسی کے سہارے اگلے مقام اور خوب سے خوب تر کی جستجو کرتا ہے۔ ولیؔ کے ہاں بھی اسی قسم کا رجحان نظر آتا ہے۔ ان کی غزل میں دونوں طرح کے اشعار ملتے ہیں۔ جس میں کوئی شخص صرف ہوس کا مرکز بھی ہو سکتا ہے یا معرفت کا زینہ بھی۔ ولیؔ اپنی غزل میں دونوں طرح کی کیفیات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ گویا کہ وہ ہوس یا معرفت دونوں میں سے کسی ایک کا سہارا لے کر اس حُسنِ لازوال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ جو اپنے ان گنت مظاہر میں ساری کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ یہ وہی حُسن ہے جس کی تلاش ازل سے عشق کو ہے اور یہ عشق کبھی کسی انداز میں تو کبھی کسی انداز میں اس حُسنِ لازوال کے لیے سر گرداں نظر آتا ہے۔

غزلیاتِ ولیؔ دکنی میں ولیؔ فلسفیانہ مضامین اور فکر کا سہارا لے کر حقیقت کی تلاش نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے دور میں فلسفہ وحدت الوجود کو مشعلِ راہ بنا کر حقیقت کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ اسی لیے وہ بت پرستی، جسم اور محبوب کے ساتھ ساتھ حُسن کو بھی ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ حُسن کو صرف دیکھنا ہی نہیں چاہتے بلکہ اسے مدائے زندگی سمجھ کر اس میں غرق ہوتے دکھائی دیتے ہیں:

> "تمام کائنات میں عشق کے جاری و ساری ہونے کے اس نظریے کے مطابق اس کا اطلاق مابعد الطبیعیاتی یا روحانی ہونے کے ساتھ ساتھ ارضی یا مجازی چیزوں پر بھی کہا جا سکتا ہے۔ ولیؔ اپنی غزلوں میں ان رومان انگیز عشق کے ہر دو پہلوؤں کا اظہار بڑے ذوق و شوق اور خلوص سے ایسی زبان میں کرتے ہیں جن میں کسی قسم کا تصنع یا بناوٹ نہیں ہوتی" (۹)

جب ہم ولیؔ کے دور کو دیکھتے ہیں اور اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس زمانہ میں تصوف ہی ہر طرف رچا بسا نظر آتا ہے۔ ذہنی اور فکری اقدار پر وہی چھایا ہوا ہے۔ ولیؔ نے خود کو تبدیل تو کیا لیکن خالص متصوفانہ مسائل ہوں یا سوچ و فکر، بلکہ بت پرستی اور حُسن کو ان افکار کے ساتھ جوڑ کر اپنی غزل میں پیش کیا۔ متصوفانہ مسائل کو مجاز میں بیان کرنے اور جسم و روح کے تعلق میں ان مسائل کو جسم میں دیکھنے کی کوشش ان کی غزل میں نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ولیؔ نے بڑی خوبی اور کامیابی سے اپنی پسند یعنی حُسن کو حُسنِ ازلی کی طرف جوڑنے کے لیے تصوف کے مسائل کو اشعار کا جامہ پہنایا۔ ان کی یہ سوچ ان کے اشعار میں بخوبی دیکھی جاسکتی ہے:

؎ تجھ مکھ کی پرستش میں گئی عمر مری ساری
اے بت کی پجن ہاری ٹک اس کو پجاتی جا(۱۰)

؎ لرزاں ہے ترے دست آگے پنجہئ خورشید
تجھ حُسن آگے مات مانک ہیں سما کے(۱۱)

ولیؔ کی مابعد الطبیعیاتی فکر عام فلسفی جیسی نہیں۔ وہ نہ تو فلسفیانہ مسائل اور افکار پر عمیق نگاہ ڈالتے ہیں اور نہ ہی خود کو ایسی موشگافیوں میں لے جاتے ہیں۔ وہ ایک صوفی منش انسان ہیں۔ اور صوفیانہ مزاج رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی غزل میں بلا کی رنگینی اور دل کشی ہے۔ جو پڑھنے والوں کو ایک بار مجاز کی طرف ضرور لے جاتی ہے اور حقیقت سے ظاہراً دور کرتی ہے۔ البتہ اس میں جمالیاتی احساس اور ان کے کلام کی معنویت انہیں دوسرے شعراء سے ممتاز کرتی ہے۔ ڈاکٹر شارب ردولوی لکھتے ہیں:

> ”ولیؔ کی شاعری میں بھی تصوف کی بڑی اہمیت ہے۔ انہوں نے جگہ جگہ پر اُن فلسفیانہ خیالات، تصوف کی باریکیوں اور حیات و کائنات کے رموز کی طرف اشارے کیے ہیں۔ ولیؔ خود ایک صوفی تھے اور جس ماحول میں وہ خود اور ان کی شاعری پروان چڑھی تھی وہ خالص صوفیانہ ماحول تھا۔“ (۱۲)

ولیؔ اپنے ہاں نظریہئ جمال رکھتے ہیں اور وہ ہندوستانی نظریہئ جمال ہے۔ اگر ہم ولیؔ کے اشعار کی تہہ میں جا کر اس کو پڑھتے ہیں تو اس کی ہمیں الگ سے معنویت نظر آتی ہے۔ اور یہی معنویت اصل میں ولی کی مابعد الطبیعیات ہے۔ ولیؔ زندگی کی رنگینیوں اور لوگوں کے مختلف رویوں میں فطرتِ انسانی کا مشاہدہ اپنی غزل میں پیش کرتے ہیں۔ جس کے پیچھے صوفیانہ مسلک اور حُسنِ مطلق کا جلوہ تمام مظاہر میں اپنی جھلک ان کو دکھاتا ہے۔ جو ہمیں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ولیؔ کی غزل میں بھرپور انداز میں نظر آتا ہے۔ ولیؔ خدا کو تلاش کرتے ہیں اور اپنے خالق و مالک کی جستجو میں کائنات یا مختلف فکری زاویوں میں پڑنے کے بجائے مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت اور لگاؤ میں کرتے ہیں۔ وہ اپنی غزل میں مجاز سے حقیقت کی طرف پرواز پوری طرح کرتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں صوفیانہ مزاج اور تصوف کے ماحول میں یہ بات جان چکے ہیں کہ مادی محبت ہی حقیقی محبت کا وسیلہ بنتی ہے۔ اس لیے ولیؔ نے دکنی شعراء سے ہٹ کر مادی اور حقیقی محبت کے ارتباط کی بات کی ہے۔ لیکن اس ارتباط میں انہوں نے معنی کو جو اہمیت دی ہے وہ بھی کسی صورت جھٹلائی نہیں جا سکتی۔ ڈاکٹر سعد اللہ کلیم رقم طراز ہیں:

"ولیؔ کے ہاں معنیٰ لفظ پر مقدم ہیں۔ اصل حقیقت معنیٰ ہے۔ لفظ اس کے اظہار کی ایک صورت ہے۔ بلکہ معنیٰ اظہار کے لیے لفظ کو تخلیق کرتا ہے۔ یہ تمام سلسلۂ خیال بنیادی طور پر اس مابعد الطبیعیاتی تصور کو اپنی اساس بناتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مخفی خزانہ تھا اس نے چاہا کہ اپنا اظہار کرے تو اس نے دنیا کو تخلیق کر دیا۔" (۱۳)

لفظ اور معنیٰ کا رشتہ ولیؔ کے ہاں جسم اور روح سے کم نہیں۔ اگر ولیؔ معنیٰ کے اظہار کے لیے الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تو دوسری طرف روح جو ایک مقدم جوہر ہے اس کے اظہار کے لیے بت کو تراشتے ہیں۔ وہ روح اور جسم کے ارتباط پر یقین رکھتے ہیں جسم چونکہ سامنے کی شے ہے اور نظر آتی ہے جبکہ روح ماورائے نظر ہے۔ وہ انسانی آنکھ یا دماغ میں سماتی نہیں۔ اس لیے ولیؔ اپنے مابعد الطبیعیات کے نظام میں محبوب اور عاشق کو جسم و روح کی طرح گردانتے ہیں۔ ان ے چند اشعار دیکھیں:

؎ مجھ دل میں بے دل کے صدا وہ دلبر جاناں بسے
جیوں روح قالب کے بھتریوں مجھ میں پنہاں بسے (۱۴)

؎ کیا ہوا اگر عقل دور اندیش کی سنتا ہوں بات
ہوش سوں کھووے گا آخر وو لب میگوں مجھے (۱۵)

آج کے دور میں حیات بعد الموت کا نظریہ عام اور سادہ نظر آنے لگا ہے۔ اس کی ایک وجہ بہر حال اسلامی تعلیمات بھی ہیں۔ لیکن فنا اور بقا کے اس مسئلے کو ہر دور میں زیرِ بحث ضرور لایا جاتا رہا ہے۔ یہی صورتحال ہمیں ولیؔ کے ہاں نظر آتی ہے۔ وہ اپنے اس مابعد الطبیعیاتی نقطہ نظر میں صوفیانہ مزاج اور فکر کو شامل کرتے ہیں اور پھر اسی گوندی ہوئی سوچ کو مجاز کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں سوچ کا معیار باقی شعراء کی نسبت بالکل

مختلف ہے اور ایسے ہی نظر یعنی دیکھنے اور مشاہدہ کرنے کا انداز بھی جداگانہ ہے۔ وہ سامنے کی چیز کو کم یا صرف الفاظ کی حد تک دیکھتے ہیں۔ جبکہ اصل چیز تو اس کے پیچھے چھپی ہوئی ہے اور ولیؔ اپنی غزلیات میں اسی کی بار بار تلاش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ولیؔ کے نظامِ فکر میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے ہاں ہمیں مجاز سے حقیقت کی طرف سفر نظر آتا ہے۔ وہ دنیاوی رسم و رہ میں چل کر حقیقت کی طرف جاتے ہیں۔ ان کا راستہ بت پرستی اور مجازی اطوار ہیں۔ جو جمال کے ساتھ ساتھ نشاطیہ انداز میں سفر کرتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ان کی منزل بت کے اندر کی روح اور مجاز کی حقیقت ہے۔ وہ اپنے الفاظ کے چناؤ میں خاص احتیاط برتتے ہیں اور یہ احتیاط صرف اور صرف جسم ہے۔ یعنی الفاظ کا جسم۔ لیکن اس جسم کی روح تو اس کا معنی ہے۔ جو ہمیں ولیؔ کی اصل سوچ اور مفہوم تک لے جاتا ہے۔ گویا ولیؔ اپنی غزل میں بظاہر تو جمال پرست یا بت پرست نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اس پردے میں اندر کی روح کے طلب گار اور مداح ہیں۔

حوالہ جات

1. Wali Mohammad Wali/Profile, retrieved on 25-10-2021, from rekhta.com: https://www.rekhta.org/poets/wali-mohammad-wali/profile

۲۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، **ولی کی شاعری**، مشمولہ: ولی، مرتبہ: محمد خان اشرف، نئی دہلی: اعجاز پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۱ء، ص۸۶

۳۔ نورالحسن ہاشمی، **کلیات ولی (مقدمہ)**، مرتبہ، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۵۴ء، ص ۳۱

۴۔ نورالحسن ہاشمی، **کلیات ولی**، مرتبہ، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۸ء، ص۱۹۹

۵۔ ایضاً، ص۲۰۶

۶۔ ایضاً، ص۶۲

۷۔ سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر، **اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادیں (جلد اوّل)**، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص۲۱۳

۸۔ **ولی کی شاعری**، عبادت بریلوی، ڈاکٹر، ص ۹۲

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

۹۔ نورالحسن ہاشمی، **ولی**، نئی دہلی: ساہتیہ اکادمی، ۲۰۰۶ء، ص ۲۰
۱۰۔ **کلیات ولی**، مرتبہ: نورالحسن ہاشمی، ص ٦٦
۱۱۔ ایضاً، ص ۲۲۷
۱۲۔ شارب ردولوی، ڈاکٹر، **مطالعہ ولی**، لکھنؤ: نصرت پبلشر، ۱۹۷۲ء، ص ۳٦
۱۳۔ سعد اللہ کلیم، ڈاکٹر، **اردو غزل کی تہذیبی و فکری بنیادیں (جلد اوّل)**، ص ۳٦
۱۴۔ **کلیات ولی**، مرتبہ: نورالحسن ہاشمی، ص ۲۲۵
۱۵۔ ایضاً، ص ۲۲۱